حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب مہدی علیہ السلام کی جماعت کا قدم ہر سال آگے ہی بڑھتا ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱ر مئی ۱۹۷۳ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیت کی تلاوت فرمائی:-

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ۚ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ۚ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۳﴾ (البقرۃ: ۲۷۳)

اس کے بعد حضور انور نے فرمایا:

میں نے ۲۰ر اپریل کو صدر انجمن احمدیہ کے بجٹ کو پورا کرنے کے متعلق ایک خطبہ دیا تھا اس میں میں نے ایک طرف احباب جماعت کو توجہ دلائی تھی کہ وہ اپنا بجٹ پورا کریں اور دوسری طرف سے یہ امید ظاہر کی تھی کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس جماعت کا قدم آگے ہی آگے بڑھائے گا۔ احباب چندوں کی ادائیگی کے لحاظ سے بھی ایک مقام پر نہیں ٹھہریں گے۔

لیکن اس وقت میں نے اس تشویش کا تفصیل سے ذکر نہیں کیا تھا جس میں ناظر صاحب بیت المال مبتلا تھے چنانچہ ۲۱ر اپریل کو جب کہ مالی سال ختم ہونے میں چند دن باقی رہ گئے تھے بجٹ میں ۶,۱۷,۸۷۱ روپے کی کمی تھی یہ ایک بڑی رقم ہے اس سے ان کے دل میں جو فکر اور تشویش پیدا ہوئی تھی وہ تو ایک قدرتی بات تھی لیکن میں نے یہ سمجھا کہ ذَكِّرْ کے حکم کے مطابق گاہے گاہے جو یاد دہانی کروائی جانی ضروری ہے اس میں مجھ سے کچھ غفلت اور سستی

ہوئی ہے اس لئے جب میں اللہ تعالیٰ کے اس حکم یعنی ذَكِّرْ کے مطابق احباب جماعت کو یاددہانی کرادوں گا تو اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں کی ہم پر بارش کر دے گا۔

چونکہ مالی سال کے آخری مہینے یعنی اپریل کے بعد تنخواہیں وغیرہ ملتی ہیں اور کئی دوست اس وقت اپنا بقایا چندہ ادا کرتے ہیں اور کچھ باہر سے منی آڈر چلتے ہیں اس لئے ہم ۱۰ ؍ مئی کو آمد کے حسابات بند کرتے ہیں جب کہ خرچ کے حسابات ۳۰؍ اپریل کو بند ہو جاتے ہیں۔ پچھلے سال بھی غالباً دس ۱۰ ؍ مئی ہی کو آمد کے حسابات بند کئے گئے تھے۔ گویا یکم مئی اور دس مئی کے درمیان دس دن کا جو عرصہ ہے اس میں جو آمد ہوتی ہے وہ گزشتہ سال کے بجٹ میں چلی جاتی ہے۔

چنانچہ اس سال بھی ایسا ہی ہوا۔ جو دوست تنخواہ دار ہیں ان کو عام طور پر پہلی یا دوسری تاریخ کو تنخواہ ملتی ہیں اس عرصہ میں جو چندہ ادا ہونا ہوتا ہے یا دوستوں نے چندے دینے ہوتے ہیں یا پھر باہر سے مثلاً کراچی سے بعض لوگ مہینے کے آخر میں رقمیں دے دیتے ہیں لیکن ۳۰ ؍ اپریل تک یہاں نہیں پہنچ سکتیں۔ اس واسطے یہ انتظام کیا ہوا ہے کہ ۱۰ ؍ مئی تک حسابات کھلے رہیں لیکن چونکہ ہر سال ۱۰ ؍ مئی کو حسابات بند ہوتے ہیں اس لئے اس لحاظ سے کوئی فرق نہیں پڑتا پورا سال ہی بنتا ہے۔

غرض میری یاددہانی کا نتیجہ دو شکلوں میں ظاہر ہوا ایک تو یہ کہ احباب نے بڑے پیار کا مظاہرہ کیا۔ میری آواز پر لبیک کہتے ہوئے عہدیداروں نے دن رات کام کیا اور وہ لوگ (ایسے افراد سینکڑوں ہوں گے) جنہوں نے سال بھر سستی دکھائی تھی اپنا سارے کا سارا چندہ ادا کر دیا۔ کئی دوست ہیں جن کے ذمہ بڑی بڑی رقمیں واجب الادا تھیں انہوں نے وہ ادا کر دیں۔ چنانچہ جب ہم نے ۱۰ ؍ مئی کو آمد کے حسابات بند کئے تو ۲۱ ؍ اپریل تک بجٹ میں ۶,۱۷,۸۷۱ روپے کی کمی کے مقابلہ میں ان دنوں میں ۶,۵۵,۸۳۲ روپے وصول ہوئے گویا ۳۷,۹۶۱ روپے مجوزہ بجٹ سے زائد آمد ہوئی یعنی ۲۱ ؍ اپریل کو جس بجٹ میں سے چھ لاکھ سے زائد بقایا تھا۔ ۱۰ ؍ مئی کو نہ صرف وہ بقایا صاف ہو گیا بلکہ اڑتیس ہزار کے قریب زائد آمد ہوئی۔ الحمدللّٰہ علی ذٰلک۔

یہ سال بھی دراصل کئی لحاظ سے ہنگامی سال تھا۔ اس سال مختلف وقتوں میں کالج و سکول قومیائے گئے یعنی حکومت نے انہیں اپنی تحویل میں لے لیا۔ کچھ عرصہ ہوا میں نے رپورٹ منگوائی تھی صحیح اعداد و شمار تو مجھے یاد نہیں لیکن جہاں تک مجھے یاد ہے تعلیمی ادارے (سکول اور کالج) شروع میں اپنی آمد یعنی فیس وغیرہ کے مقابلہ میں خرچ زیادہ کروا دیتے رہے ہیں۔ فیس اور دوسرے واجبات کا جہاں تک تعلق ہے یہ زیادہ تر عادتاً (قانوناً نہیں) سال میں دو تین موقعوں پر زور دے کر وصول کئے جاتے ہیں لیکن چونکہ شروع میں بہت سے کام کرنے ہوتے ہیں مثلاً کھیلوں کا سامان اور دوسری چیزیں خریدنی پڑتی ہیں ان پر خرچ کر دیئے ہیں اگرچہ وہ یونین فنڈ ہوتا ہے لیکن وہ خرچ جو صدر انجمن احمدیہ اٹھاتی تھی۔ وہ اُنہوں نے زیادہ تر شروع میں کرنا ہوتا ہے اس لئے خرچ تو بہت سارے ہو گئے جو شروع میں ہو جاتے ہیں لیکن اس کے مقابلہ میں فیسوں کی آمد کم ہوئی۔ سکولوں اور کالجوں پر آٹھ نو لاکھ روپے خرچ کرنے پڑتے تھے ان کے قومیائے جانے کی وجہ سے جماعت احمدیہ کو آٹھ نو لاکھ روپے کی بچت ہونی چاہیئے تھی مگر اس کی بجائے غالباً دو لاکھ چالیس پینتالیس ہزار روپے کی رقم بچی۔ باقی شروع میں ہی جماعت کے تعلیمی اداروں پر خرچ ہو گئی تھی۔

دوسرے یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ اس وقت تک ہمارے صوبہ کے وزیر تعلیم اپنے آپ کو جماعت کے تعلیمی اداروں کا سگا باپ نہیں سمجھتے اس لئے کہ انہیں یہاں کے تعلیمی اداروں کی بعض ضروری چیزوں کی طرف توجہ ہی نہیں ہے۔ ہمارے بعض ایسے کام تھے جن پر ہم نے حکومت کی تحویل میں چلے جانے کے باوجود اس لئے رقم خرچ کی کہ اینٹیں اور شہتیر تو حکومت نے لے لئے لیکن انہوں نے بچوں کی گردنوں کی حفاظت کی ذمہ داری قبول نہیں کی مثلاً ہائی سکول کا بورڈنگ ہاؤس خستہ حالت میں تھا۔ جماعت نے اس کی مرمت کے لئے غالباً پچاس ہزار روپے منظور کئے ہوئے تھے چنانچہ بورڈنگ کی چھتیں وغیرہ تبدیل کرنے پر خرچ کیا گیا۔ اب اگر جماعت یہ کام نہ کرتی تو کسی نے توجہ ہی نہیں دینی تھی۔ ابھی تک کسی کو ہوش ہی نہیں۔ شاید ان کو یہ بھی پتہ نہیں کہ جماعت اس عرصہ میں ان کے اس نیشنلائزڈ انسٹی ٹیوشن (Nationalised Institution) پر پچاس ہزار روپے خرچ کر چکی ہے کیونکہ جماعت

تو ہر فرد کی بمنزلہ ماں اور باپ کے ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نمائندہ جماعت ہے جس طرح جماعت اپنی تنظیم سے اپنے باپوں سے بڑھ کر پیار کرتی ہے اسی طرح تنظیم احباب جماعت سے ان کے باپوں اور ماؤں سے زیادہ بڑھ کر پیار کرتی ہے سوال یہ نہیں تھا کہ حکومت کو خرچ کرنا چاہیئے تھا اس لئے وہ خرچ کیوں کیا جائے؟ سوال یہ تھا کہ بچے تو ہمارے ہی ہیں وہ ان بچوں کو اپنا بچہ نہیں سمجھتے تو وہ ہمارے نزدیک گناہ گار ہیں اور ہمارے نزدیک وہ اپنی ذمہ داریوں کو نباہنے کی اہلیت نہیں رکھتے لیکن یہ تو نہیں ہوسکتا کہ ہم یہ کہہ دیں کہ بچوں کے سروں پر بے شک چھتیں گر جائیں ہمیں کیا ہے؟ بچے ہمارے ہیں اور انشاء اللہ ان کے سروں پر چھتیں نہیں گریں گی چنانچہ ہم نے پچاس ہزار روپے بورڈنگ کی مرمت پر خرچ کر دیئے۔ اس لحاظ سے یہ گویا ہنگامی سال تھا۔ اس سال حکومت کی بعض پالیسیوں کے مقابلہ میں جتنی بچت ہونی چاہیئے تھی اتنی بچت نہیں ہوئی کیونکہ زیادہ تر پیسے تعلیمی اداروں پر شروع ہی میں خرچ ہو گئے تھے۔ قومی تحویل میں بعد میں گئے ہیں اس کے باوجود جو ہمارا خرچ کا بجٹ ہے جس وقت بجٹ بنتا ہے تو اس وقت خرچ کی بعض مدّات بطور ریزرو کے ہوتی ہیں۔ جس وقت اللہ تعالیٰ نے پریس کی سکیم میرے ذہن میں ڈالی (آج میں پہلی دفعہ آپ کو بتانے لگا ہوں کہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے کیا اشارہ کیا تھا) میں اس سلسلہ میں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ جب خدا نے مجھے یہ سکیم بتائی تو میں نے کہا کہ میں اس کے لئے جماعت سے چندہ کی اپیل نہیں کروں گا۔ ہمارا اندازہ تھا کہ اس پریس پر دس لاکھ روپے خرچ آئیں گے اگر دس لاکھ روپے خرچ کریں اور ہر سال ایک لاکھ روپیہ واپس کریں تو دس سال میں قرضہ ختم ہو جائے گا۔ جماعت کے اتنے ریزرو ہیں ان میں سے بطور قرض لے لیں گے۔ ایک لاکھ جو واپس کرنا ہے وہ سالانہ چندوں میں سے ہے چنانچہ تین چار سال سے ایسا ہو رہا ہے ہر سال ایک لاکھ روپیہ علیحدہ کیا جاتا رہا ہے۔ یہ ریزرو میں جاتا ہے مگر خرچ میں دکھا دیا جاتا ہے یا ہماری کئی لاکھ روپے کی مد ہے ریزرو برائے واپسی قرضہ جات کی۔ کچھ تو ۴۷ء میں رقمیں ضائع ہو گئی تھیں۔ وہ قرضوں میں رکھی ہوئی ہیں ورنہ پھر یہ خیال نہیں پیدا ہوتا کہ یہ رقمیں پوری ہونی چاہئیں۔ پھر جب ربوہ بنا تو حضرت صاحب نے قرضہ لے کر خرچ کیا اس کی واپسی کے لئے یہی ایک مد ہے جو واپسی قرضہ جات

کے نام سے قائم ہے تاہم جہاں تک مجھے یاد ہے وہ لکھوکھہا روپے جو ربوہ کی جماعتی عمارتوں کی تعمیر کے لئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے افراد جماعت سے عمارتیں رہن رکھ کر قرض لئے تھے وہ سارے کے سارے قرضے خدا کے فضل سے واپس ہو چکے ہیں۔ **فالحمدللّٰہ علٰی ذالک۔**

پس ہم اللہ تعالیٰ کا ہر سال بلکہ ہمیشہ ہی یہ نشان دیکھتے ہیں کہ خدا کی مدد اور اس کی نصرت جماعت کے شامل حال رہتی ہے۔ مالی سال کے آخر میں ہم اس کا نمایاں طور پر مشاہدہ کرتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا قدم ہر سال آگے ہی ہوتا ہے حالانکہ خود بجٹ پچھلے سال کے بجٹ سے زائد تھا۔ میرے خیال میں پچھلے سال کی نسبت دو لاکھ روپے کا اضافہ تھا اور آمد بڑھوتی کے مقابلہ میں بھی زیادہ ہوئی ہے اور یہ خدا کا ایسا نشان ہے کہ ہمارے مخالفین میں سے جس کے دماغ میں ذرا سی بھی عقل ہے کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ان کی مخالفتوں کے نتیجہ میں غلبۂ اسلام کے لئے جماعتی کوشش میں کوئی غفلت یا کوتاہی ہوئی۔ بجٹ دراصل ایک بنیاد ہے جس کے اوپر ہم نے اپنی ساری دینی سرگرمیوں یا مہمات دینیہ کی عمارت کھڑی کرنی ہوتی ہے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ یہ بنیاد سال بسال مضبوط سے مضبوط تر بنتی چلی جا رہی ہے۔ دراصل یہ بھی ایک بہت بڑی دلیل ہے جسے اللہ تعالیٰ دوسروں کے سامنے پیش کرتا ہے تا کہ کسی وقت ان کو سمجھ آ جائے اور ان کی آنکھیں کھل جائیں۔

جہاں تک میں نے اپنے ان دوستوں (ہمارے نزدیک دوست ہی ہیں کیونکہ خدا نے ہمیں یہ فرمایا ہے کہ تم نے ان کے دل جیتنے ہیں) کی تقاریر اور تحریرات کا مطالعہ کیا ہے ہر سال وہ یہی سمجھتے ہیں کہ ہمیں ہلاک کرنے کی ان کی کوششیں سال گزشتہ کی نسبت زیادہ ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا ہمیں ہر سال یہ نشان دکھاتا ہے کہ ہمیں کمزور کرنے اور ہلاک کرنے کے لئے جو کوششیں کی جاتی ہیں ان کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ ہماری کوششوں کو قبول فرماتا اور پہلے سے کہیں زیادہ نتائج پیدا کر دیتا ہے۔

لیکن یہیں بس نہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ ہماری کوششوں میں ہر سال پہلے سے زیادہ تیزی پیدا ہوتی ہے۔ صرف کوششوں میں تیزی نہیں آتی بلکہ کوششوں کے

نتائج کوششوں کی کمیت کے مقابلہ میں ہر سال پہلے کی نسبت زیادہ ہوتے ہیں گویا ایک تو کوشش زیادہ ہوتی ہے دوسرے کوشش اور نتیجہ کی نسبت زیادہ بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمتیں ہیں۔ ہمارے دل اس کی حمد سے معمور ہیں ہماری زبانیں اس کا شکر ادا کرتے کرتے خشک ہو جائیں تب بھی ہم کما حقہٗ شکر ادا نہیں کر سکتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ مجھے خیال آیا اللہ تعالیٰ اتنے فضل اور رحم نازل کرتا ہے خدا تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں پر کیوں نہ میں ایک کتاب لکھوں۔ چنانچہ کشف میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو موسلا دھار بارش کا نظارہ دکھایا اور فرمایا اگر تو بارش کے ان قطروں کو گن سکتا ہے تو پھر ایسی کتاب لکھنے کی کوشش کر جس میں میرے احسانات کو گنا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے احسان تو بے حد وحساب ہیں۔ حقیقت یہی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو گن ہی نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر غیر محدود انعامات کی بارش برساتا ہے۔ بھلا محدود انسان کی محدود طاقتیں غیر محدود فضلوں کا شکر کیسے ادا کر سکتی ہیں؟ صاف بات یہ ہے کہ کبھی کر ہی نہیں سکتیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم شکر ادا ہی نہ کریں اس کا یہ مطلب ہے کہ ہر شخص انفرادی طور پر اور جماعت اجتماعی طور پر اپنی طاقت کی انتہا تک اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور خدا سے کہے اے خدا! تو نے مجھے جو قوتیں عطا کیں ان کے مطابق میری زبان پر تیری حمد کے کلمات جاری ہوئے اور میرے جسم کے ذرہ ذرہ اور میری روح کے گوشہ گوشہ سے تیری حمد وثنا کی ندا بلند ہوئی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ تیرا کما حقہٗ شکر ادا نہیں ہوسکا اور نہ ہوسکتا ہے لیکن جتنا شکر ہم ادا کر سکتے تھے اتنا شکر ادا کر دیا ہے۔

پس اگر تم لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ (ابراھیم: ۸) کی رو سے اللہ تعالیٰ کے شکر اور اس کی حمد کو اپنی طاقت کی انتہا تک پہنچاؤ گے تو اللہ تعالیٰ اس وعدہ یعنی لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ کے مطابق شکر اور حمد کی طاقت میں اضافہ کرے گا۔ گو اس کے اور بھی کئی پہلو ہیں لیکن ایک بنیادی پہلو یہ ہے کہ جب آپ زیادہ شکر کی توفیق پائیں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو زیادہ شدت کے ساتھ اپنے پر نازل ہوتا دیکھیں گے ہر سال زیادہ نمایاں ہو کر اور زیادہ پختہ بن کر۔ غیر کے لئے یہ دلیل ہوگی کہ ساری دنیا کی مخالفانہ طاقتیں جماعت

احمدیہ کی قوت کو کمزور کرنے میں کامیاب نہیں ہوئیں بلکہ جماعت احمدیہ کی قوت، ان کا اخلاص، ان کی جاں نثاری اوران کی قربانیاں پہلے سے زیادہ محض اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اور ان قربانیوں کے نتائج بھی پہلی قربانیوں کے نتائج کے مقابلہ میں نسبتاً زیادہ ظاہر ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کومختلف پیرایہ میں بیان فرمایا ہے جو آیت اس وقت میں نے پڑھی ہے اس میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔ایک یہ کہ جو مال بھی تم خدا کی راہ میں خرچ کرو گے (وہ مال خیر ہونا چاہیئے خیر کے لفظ میں دونوں معنی پائے جاتے ہیں مال بھی ہواور مالِ حلال بھی ہو) تو اس کا فائدہ تمہارے نفسوں کو ملے گا گویا ہر قربانی دینے والا مخلص مومن اپنے نفس کی بھلائی کی خاطر خدا کی راہ میں قربانی دیتا ہے۔دوسری بات یہ بتائی گئی ہے کہ گو دنیا بھی قربانی دیتی ہے لیکن وہ انتہائی قربانی دینے کے بعد ایک عارضی نتیجہ چاہتی ہے کبھی اس میں کامیاب ہوتی ہے اور کبھی کامیاب نہیں ہوتی۔تاہم ان کا جو مقصود و مطلوب ہے وہ ایک بے حیثیت اور عارضی چیز ہے مثلاً لوگ مال کی قربانی دیتے ہیں یا جنگوں میں جان کی قربانیاں دے دیتے ہیں یا اوقات کی قربانیاں دے رہے ہیں مگر اس کے نتیجہ میں ان کو دنیا تو مل جاتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کی رضا حاصل نہیں ہوتی۔عیسائی قومیں مالی لحاظ سے ہم سے بہت زیادہ قربانیاں دینے والی ہیں (مختلف ملکوں میں آباد ہونے کی وجہ سے میں ان کو قومیں کہہ رہا ہوں) اسی طرح دہریہ ممالک مالی لحاظ سے ہم سے بہت زیادہ قربانیاں دینے والے ہیں۔روس قربانی دیتا ہے روسی حکومت اہل روس سے مالی قربانی لیتی ہے تا کہ وہ اپنے ایٹمی ہتھیاروں میں زیادتی کر سکے۔غرض روس اور دوسرے اشتراکی ممالک دنیا کی اِس غرض کے لئے اور دنیا کی اُس غرض کے لئے لوگوں سے مالی قربانی لیتے ہیں۔وہ ہم سے زیادہ قربانیاں دیتے ہیں لیکن ان کی قربانیوں کے نتیجہ میں ان کو خیر نہیں ملتی یعنی جو بہترین جزا عقلاً مل سکتی ہے وہ عملاً ان کو نہیں ملتی جو دنیا کی خاطر عارضی زندگیوں کے لئے قربانیاں دیتے ہیں ان کو دنیوی انعام مل جاتا ہے کبھی وہ بھی نہیں ملتا۔تاہم ان کے اپنے اندازے ہیں ان کے مطابق وہ کام کر رہے ہیں مگر خدا تعالیٰ نے ہم پر فضل کیا اس نے فرمایا جو تم مجھ سے مانگو گے تمہارے معیار کے مطابق خیر میں نہیں دوں گا بلکہ اپنی محبت اور اپنی قدرت اور اپنے علم کے مطابق دوں گا مثلاً ہو سکتا ہے

تمہاری جو درخواست ہے وہ تمہارے لئے حقیقتاً دکھ دہ ہو، نقصان دہ ہو مہلک ہو مثلاً اگر کوئی مذہبی جماعت (میں چونکہ سمجھانا چاہتا ہوں اس لئے بطور مثال لے رہا ہوں ورنہ جو زندہ مذہبی جماعتیں ہیں ان کے لئے ممکن ہی نہیں ہے کہ) روس کی طرح اللہ تعالیٰ سے یہ کہے کہ ہمیں ایٹمی ہتھیاروں کا ایک بہت بڑا ذخیرہ چاہیئے۔ اے خدا! اس کے لئے تو ہمیں قربانیاں دینے کی توفیق عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ اس کی اس قسم کی دعا اور درخواست کو قبول نہیں فرمائے گا کیونکہ وہ دنیا کے دل جیتنے کے لئے مذہبی جماعتوں کو قائم کرتا ہے ان کے ذریعہ دنیا کو ہلاک کرنے کے منصوبے نہیں بنائے جاتے البتہ دنیا دار لوگوں کی کوشش اندھیروں میں کبھی اچھی اور کبھی بری ہوتی ہے مگر وہ دنیا کے لئے ہوتی ہے۔ چنانچہ ان کی کوشش کے نتیجہ میں کبھی دنیا کی بھلائی انہیں مل جاتی اور کبھی نہیں ملتی لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری راہ میں تم جو بھی کوشش کرو گے میں ضمانت دیتا ہوں کہ وہ لِاَنۡفُسِکُمۡ تمہارے لئے بھلائی کا موجب ہوگی۔ تیسری بات اس آیتِ کریمہ میں یہ بیان ہوئی ہے کہ ایک مومن جو اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی معرفت رکھتا ہے وہ جب بھی خدا کی خاطر خرچ کرتا ہے اس کے سامنے صرف ایک ہی مقصد ہوتا ہے یعنی خدا تعالیٰ کی مشفقانہ توجہ جسے وہ اپنی طرف کھینچنا چاہتا ہے وہ خدا کی آنکھ میں اپنے لئے پیار دیکھنا چاہتا ہے۔ یہی اس کا مقصد ہوتا ہے جس میں وہ کامیاب ہوتا ہے چونکہ وہ اس مقصد میں کامیاب ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا پیار اسے مل جاتا ہے اس لئے اسے دنیا میں کوئی تکلیف نہیں پہنچتی یا دنیا کی تکلیف کو وہ تکلیف نہیں سمجھتا اور پھر اخروی دنیا میں اس کی کوشش یا قربانی (مالی ہو یا جانی) کی جو جزا ہے اس کا تو کوئی مقابلہ ہی نہیں اور پھر ہماری کوشش اور قربانی کیا ہے۔ ایک عارضی کوشش ہے۔ ایک ناقص کوشش ہے ایک لفظی کوشش ہے لفظی کوشش معنوی لحاظ سے ورنہ جو دیا تھا وہ خدا کا تھا۔ اسی نے دیا اور ہم نے اس کے حضور پیش کر دیا۔ اپنی طرف سے تو کچھ نہیں کیا اس لحاظ سے میں کہوں گا کہ یہ لفظی کوشش ہے مگر اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تمہیں پورے کا پورا دوں گا اور کوئی کمی نہیں کروں گا۔ پورا تمہارے پیمانے کے مطابق نہیں بلکہ اپنے پیمانے کے مطابق پورا دوں گا۔ پس یہی وہ فرق ہے جو دنیا دار لوگوں کی کوششوں اور خدا کی قائم کردہ جماعتوں کی کوششوں میں نظر آتا ہے دُنیا داروں کی

کوششیں دنیوی خوشیوں کے حصول کے لئے ہوتی ہیں۔ اس کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ کی جماعت کی کوششیں اپنے نفس کی بھلائی کے لئے، اللہ تعالیٰ کے پیار کو جذب کرنے کی خاطر اور ابدی جنت کے حصول کے لئے ہوتی ہیں مگر یہ ہو ہی نہیں سکتا جب تک خدا تعالیٰ کا فضل اور اس کا پیار ان کے شامل حال نہ ہو۔ خدا نے فرمایا میرے پیاروں کا قدم نہ کبھی ایک جگہ ٹھہرے گا نہ پیچھے ہٹے گا بلکہ آگے بڑھے گا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے دکھا دیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب مہدی علیہ السلام کی جماعت کا قدم ہر سال آگے ہی بڑھتا ہے۔ اس میں دنیا کے لئے ایک عظیم نشان ہے صداقت احمدیت کا۔ اللہ تعالیٰ دنیا کی آنکھیں کھولے اور انہیں سمجھ عطا فرمائے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ ۳۱ر مارچ ۱۹۷۴ء صفحہ ۲ تا ۴)

❀❀❀